



سوال

(60) قبلہ عین کعبہ یا جہت کعبہ؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے گاؤں کی مسجدوں کا قبلہ کمپاس کے مطابق 105 اور 95 درجے کا ہے۔ جب کہ کمپاس پر ہمارے علاقہ کا درجہ 120 پر ہے۔ اس طرح ہماری مسجد کا قبلہ مغرب اور جنوب کے درمیان دکھائی دیتا ہے۔ ہمیں بتایا جائے کہ ہم موجود مسجد کے مطابق قبلہ رخ لیں یا 120 درجہ پر رکھیں؟ (سائل: گاؤں کھرانہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہو کہ قبلہ کی سمت متعین کرنے میں اہل مکہ اور غیر اہل مکہ کے حکم میں قدرے اختلاف ہے، یعنی تھوڑا سا حکم مختلف ہے۔ بیست اللہ کے مطابق اور اس کے گرد مسجد میں نماز پڑھنے والوں کے لیے وقت نماز عین کعبہ کی طرف نماز پڑھنا ممکن ہے، اس لیے ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ بالکل کعبہ کی صحیح سمت ہو کہ نماز پڑھیں۔ مگر غیر اہل مکہ کے لیے خاص خانہ کعبہ کی طرف نماز میں رخ کرنا چونکہ ناممکن ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے غیر اہل مکہ کی سہولت کے پیش نظر کعبہ کے رخ میں فروخی کر کے ساری سمت کو قبلہ بنا دیا ہے۔ بالفاظ دیگر مگر جن نمازی حضرات کو کعبہ شریف دکھائی دیتا ہو تو ان کے لیے بوقت نماز عین کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے مگر جن لوگوں کو کعبہ دکھائی نہ دیتا ہو ان کے لیے عین کعبہ کی طرف رخ کرنا مشکل ترین مسئلہ ہے، لہذا ان کے لیے یہی کافی ہے کہ بوقت نماز ان کا رخ جہت کعبہ کی طرف ہو۔ جمہور علماء سلف و خلف اور ائمہ اربعہ کا یہی مذہب اور فتویٰ ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

قَوْلٍ وَجِئْتَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۚ ... سورة البقرة ۱۴۴

”تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لے اور ہم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی طرف پھیرا کرو۔“

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں یہ تصریح فرماتے ہیں کہ اگرچہ امام شافعی اور بعض دوسرے اہل علم کا موقف یہ ہے کہ عین کعبہ کی طرف رخ کرنا مقصود ہے۔ امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ قبلہ کی جہت کافی ہے، جیسا کہ امام حاکم نے روایت کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شطر المسجد الحرام سے مراد مسجد کی طرف ہے عین کعبہ نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر: ج 1 ص 20).

سید احمد حسن محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں شطر کے معنی جہت قبلہ ہے۔ (تفسیر احسن التفسیر ج 1 ص 129)

مفسر ابو بکر جابر الجزائری اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

وجوب استقبال القبلة في الصلاة وفي أي مكان كان المصلي عليه أن يستجيب إلى جهة مكة (اليسر التفسير: ج ۱ ص ۱۲۹)

”بوقت نماز قبلہ کی طرف منہ کرنا واجب ہے لہذا نماز جہاں بھی ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز پڑھتے وقت مکہ کی طرف منہ کرے۔“

قرآن مجید کی اس آیت اور مفسرین کی تفسیر کے مطابق ثابت ہوا کہ مکہ سے دور بسنے والے نمازیوں پر بوقت نماز عین کعبہ کی طرف رخ کرنا فرض نہیں۔ ان کے لیے جہت کعبہ ہی کفایت کرتی ہے۔ احادیث رسول میں بھی یہی راہنمائی ملتی ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ما بين المشرق والمغرب قبلة (ابن ماجه: باب القبلة ص ۲۱ وقال الترمذي هذا حديث (عن سعيد المقبري عن أبي هريرة) حسن صحيح- جامع الترمذي باب ما بين المشرق والمغرب قبلة ج ۱ ص ۳۶، ۳۵) رواه الحاكم ايضاً وصححه الذهبي۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔“

وضاحت :

رسول اللہ ﷺ نے یہ مدینہ والوں کو فرمایا کیونکہ ان کا قبلہ جنوب کو پڑتا ہے تو مشرق اور مغرب کے درمیان جنوب ہوگا۔

اسی طرح ہم پاکستانیوں کا قبلہ مغرب کی طرف ہے تو یہ شمال اور جنوب کے درمیان پڑے گا۔ مطلب یہ ہے کہ خاص خانہ کعبہ کی طرف نماز میں منہ کرنا چونکہ ناممکن ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس میں فراخی کر کے ساری سمت کو قبلہ بنا دیا۔

(افادات اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ)

امام شوکانی اس حدیث کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جو لوگ کعبہ شریف سے دور بستے ہیں ان کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ بوقت نماز اپنا منہ کعبہ کی طرف کر لیں۔ عین کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض نہیں۔ (نیل الاوطار: باب حجة من رای فرض البعيد اصابتها بحجة العين ج ۳ ص ۱۶۹)

حضرت ابو ایوب الانصاری سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی بول و براز کرنے لگے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ ہٹھ بلکہ وہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرے۔ (صحیح البخاری: باب لا تستقبل القبلة إلخ ج ۱ ص ۲۹)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں تصریح فرماتے ہیں کہ حدیث مشرق وغیرہ یہ حکم اہل مدینہ کے لیے ہے کیونکہ اہل مدینہ کا قبلہ چونکہ جانب مشرق اور مغرب کے درمیان بجانب جنوب واقع ہے لہذا بول و براز کے وقت پڑنا ہے لہذا بول و براز کے وقت ان کو شمال یا جنوب کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہیے۔ فرماتے ہیں :

اما من كان في الشرق فقبليته في جهة المغرب وكذلك عكسه (فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج ۱ ص ۳۹۶)

کہ اہل مشرق کا قبلہ مغرب کی جہت میں ہے اور اہل مغرب کا قبلہ مشرق کی جہت میں ہے۔ اس صحیح حدیث یہ ہے بھی ثابت ہوا کہ ہم پاکستانیوں کے لیے نماز کے وقت مغرب کی طرف رخ کرنا کافی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیت اللہ قبلہ ہے مسجد حرام والوں کا اور مسجد حرام قبلہ اہل حرم کا اور حرم قبلہ ہے روئے زمین



پر بسنے والے تمام مسلمانوں کا خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں میری تمام امت کا قبلہ یہی ہے۔ (رواہ ابیہتھی وقال تفریدہ عمر بن جحص وهو ضعیف، نیل الاوطار ج ۲ ص ۱۶۹ و تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۰۲)

سید احمد حسن دہلوی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں شفر کے معنی جہت کے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خاص کعبہ مسجد حرام میں نماز پڑھنے والوں کا قبلہ ہے اور حد حرم کے اندر بسنے والوں کا قبلہ المسجد الحرام ہے اور جہت حرم سب روئے زمین کے رہنے والوں کا قبلہ ہے۔ بیہتھی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس حدیث کی سند کو عمر بن حفص راوی کی وجہ سے ضعیف بتلایا ہے۔ لیکن یہ حدیث کئی سندوں سے روایت کی گئی ہے جس سے ایک سند کو دوسری سند سے قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس لیے تین اماموں ابوحنیفہ، مالک اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے اپنے مذہب کا دارس حدیث پر رکھا ہے۔ (احسن التفسیر: ج ۱ ص ۱۲۹)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ روئے زمین کے مشرقی، مغربی، شمالی اور جنوبی مسلمانوں کے لیے حرم کی جہت ہی قبلہ ہے۔ عین کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری نہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب یوں قائم فرمایا ہے:

باب التوجہ وقال ابوہریرۃ: قال النبی - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: ((استقبل القبلة وکبر)) (صحیح البخاری: ج ۱ ص ۵۷)

”ہر مقام اور ہر ملک میں آدمی جہاں رہے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعبہ کی طرف منہ کرنا اور تکبیر کہو۔“

علامہ وحید الزماں اس حدیث کو شرح میں رقم طراز ہیں: امام احمد بن حنبل، امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کا یہ قول ہے کہ جہت کعبہ کی طرف منہ کرنا کافی ہے۔ کیونکہ عین کعبہ کی طرف منہ کرنا دوسرے ملک والوں کے لیے بہت مشکل ہے، البتہ جن لوگوں کو کعبہ دکھائی دیتا ہے ان کو عین کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔ (تسیر الباری: ج ۱ ص ۲۹۸)

مسک سلف و خلف:

امام ترمذی اپنی الجامع میں ارقام فرماتے ہیں کہ متعدد صحابہ جن میں حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں سے روایت ہے کہ مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے جن میں حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ (جامع الترمذی: ج ۱ ص ۳۶)

امام ابن کثیر کے مطابق جناب ابو عالیہ، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، قتادہ اور ربیع بن انس وغیرہ تابعین کا بھی یہی قول ہے۔ (۲- تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۰۶)

امام ابن عبدالبر تصریح فرماتے ہیں:

وَبَدَأَ صَحِيحًا لَانْفَع لَهُ وَلَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِيهِ (نیل الاوطار ج ۲ ص ۱۶۹)

کہ قبلہ طرف رخ کرنے میں توسع ہے اور یہ ایسی صائب رائے ہے کہ اس کی تردید ممکن نہیں اور علماء کا اس میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں۔

ائمہ اربعہ کا مسک:

اگرچہ اوپر ضمناً ائمہ اربعہ کا مسک ذکر ہو چکا ہے۔ اب ذیل میں خود ان کے مذاہب کی مستند کتابوں کے حوالہ جات مع صفحات پیش کیے دیتا ہوں تاکہ کسی کو ہمارا موقف سمجھنے کا سامنا نہ کرنا پڑے۔



فقہائے احناف کا مسلک :

فقہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں کہ جو مسلمان شہر مکہ سے دور رہتا ہے تو نماز کے لیے اس پر صرف جہت کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے، عین قبلہ کی طرف نہیں اور یہی بات صحیح ہے۔ کیونکہ شرعی تکلف (ذمہ داری) ہر شخص کی وسعت کے مطابق ہے۔ (ہدایہ اولین : ج 1 ص 97)

امام مالک کا مسلک :

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا : مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے، جب بیت اللہ کی طرف رخ کر لیا جائے۔ (مؤطا، باب القبلیۃ) مگر یہ اہل مدینہ کے لیے ہے کیونکہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جنوب میں پڑتا ہے۔ لہذا اس فرمان کے مطابق اہل مشرق کا قبلہ شمال اور جنوب کے درمیان پڑے گا۔ مشرق والوں کا قبلہ مغرب میں اور مغرب والوں کا مشرق کی جہت میں پڑے گا۔ چنانچہ علامہ باجی مالکی تصریح فرماتے ہیں۔

واما من كان من كثر في المشرق او في المغرب فان قبلتهم ما بين الجنوب والشمال۔ (حاشیہ مؤطا : ص 183)

امام احمد اور حنابلہ کا فیصلہ :

جو نمازی مکہ مکرمہ سے دور ہو اس کے لیے جہت کعبہ ہی کافی ہے، اس پر عین کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض نہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ اگر اس کا رخ کعبہ سے تھوڑا سا ٹیڑھا بھی ہو جائے تو وہ نماز کا اعادہ نہ کرے۔ تاہم کعبہ کو اپنے وسط میں رکھنے کی کوشش ضرور کرے۔ امام ابوحنیفہ یہی فرماتے ہیں اور امام شافعی کا ایک قول بھی ہمارے قول کے موافق ہے۔ (معنی 1: 457) الشیخ سید محمد سابق مصری تصریح فرماتے ہیں :

المشاهد للكعبة يجب عليه أن يستقبل عينها، والذي لا يستطيع مشاهدتها يجب عليه أن يستقبل جنتها، لان هذا هو المقدور عليه، ولا يكلف الله نفسا الا وسعها (في الفقه السنة: 1: 109)

”جو نمازی کعبہ کے سامنے ہو اس پر واجب ہے کہ وہ عین کعبہ کی طرف منہ کرے۔ اور جسے کو کعبہ نظر نہ آ رہا ہو تو اس پر جہت کعبہ کی طرف منہ کرنا واجب ہے کیونکہ وہ عین کعبہ کی طرف منہ کرنے پر قادر نہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

حضرت عبید اللہ رحمانی مبارک پوری حدیث بین المشرق والمغرب قبلۃ کو حجت قاطع قرار دیتے ہوئے فیصلہ یوں کرتے ہیں :

فاحدیث دلیل علی أن ما بین الجہتین قبلۃ، وأن الجہت کافیۃ فی الاستقبال، وقولہ تعالیٰ : { حیثما کنتم فلوادجو حکم شطرہ } [2: 144] يدل علی کفایۃ الجہت، إذا العین فی کل محل تتعذر علی کل مصل، فالجہت أن الجہت کافیۃ لمن تعذر علیہ العین (مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب المساجد فصل ثانی ص 422)

”یہ حدیث اس مسئلہ میں حجت اور دلیل ہے کہ دونوں جہتوں مشرق اور مغرب یا پھر جنوب و شمال کے درمیان قبلہ ہے اور استقبال قبلہ کے لیے جہت قبلہ ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ”تم جہاں بھی ہو پھیر لو اپنے مونہوں کو قبلہ کی جہت“ جہت کے کافی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ ہر ایک جگہ پر ہر ایک نمازی کے لیے عین قبلہ کی طرف منہ کرنا بڑا مشکل ہے۔ پس حق بات یہی ہے کہ جس آدمی کے لیے عین کعبہ کی طرف منہ کرنا مشکل ہو تو اس کے لیے سمت قبلہ ہی کافی ہے۔“

قبلہ کی سمت متعین کرنے کا پرانا دیسی طریقہ

ہمارے شیخ حضرت حافظ محمد گوند لوی رحمہ اللہ واسی نے قبلہ کی سمت متعین کرنے کا طریقہ یہ بتلانا تھا کہ قطب ستارہ کے رخ پر دائیں سے بائیں طرف سو فٹ خط بنا لیجئے، پھر اس خط کے قطبی سرے سے دس فٹ خط اوپر کو کھینچ لیجئے۔ ازاں بعد نیچے والے سو فٹ لمبے خط کے جنوبی سرے سے خط کھینچ کر اس خط کو جو دس فٹ کا خط ہے اس کے اوپر کے سرے سے



ملا دیں۔ اب اس میں ترچھے خط کی سمت قبلہ رخ ہو گئی۔ نقشہ یہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حرم مکہ سے باہر دور دراز کے ممالک کے مسلمانوں کے لیے چونکہ نماز میں عین قبلہ کی طرف منہ کرنا ناممکن اور مشکل ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس میں فراخی کر کے ساری سمت قبلہ بنا دیا ہے۔ ان مذکورہ بالا آیات، احادیث صحیحہ، صحابہ و تابعین، فقہاء محدثین، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اور ایک قول کے مطابق امام شافعی کو مذکورہ بالا تصریحات کے تحت ہمارے لیے مکہ مکرمہ کی طرف رخ کر لینا ہی کافی ہے، خاص خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری نہیں۔ لہذا آپ موجودہ مساجد کے مطابق اپنی مسجد کا رخ رکھ سکتے ہیں۔ یعنی 105 اور 110 درجے کے درمیان کوئی ایک درجہ اختیار کر لیں۔ احتیاط اسی میں ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ محدیہ

ج 1 ص 302

محدث فتویٰ